مہدوی کی نماز

تالیف

حضرت فقیر محمد نور الدین عربی صاحب مرحوم و مغفور

شائع کردہ

فرزندان و دختر

حضرت سید امیر الدین عرف روح اللہ میاں صاحب مرحوم و مغفور

۱۹/ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ

دائرہ آفسٹ پریس، چھتہ بازار

حرف آغاز

فرامین امامنا علیہ السلام اور تعلیمات مہدویہ سے عدم واقفیت کے سبب نوجوان نسل کی بڑی تعداد غیر مہدویوں کے ساتھ نماز ادا کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتی اس سلسلے میں والد مرحوم حضرت سید امیر الدین صاحب عرف روح اللہ میاں مرحوم و مغفور کو حضرت نور الدین عربی صاحب مرحوم کا مضمون "مہدوی کی نماز" جو آج سے کم و بیش ۳۰ سال قبل ماہنامہ نور حیات میں شائع ہوا تھا بہت پسند تھا اور وہ اس کی دوبارہ اشاعت کے خواہشمند تھے لیکن رسالہ مذکور دستیاب نہ ہو سکا کہ اس کی اشاعت عمل میں آتی۔

ہم جناب سید ممتاز مہدی صاحب ایم۔اے معتمد ید اللہی ٹرسٹ کے ممنون ہیں کہ انہوں نے رسالہ نور حیات بابتہ اپریل ۱۹۷۱ء فراہم کیا جس کی بناء پر آج والد مرحوم کے ایصال ثواب کی خاطر یہ مضمون زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں پہنچ رہا ہے۔

مزید کاپیاں مندرجہ ذیل مقامات سے بلا ہدیہ حاصل کی جا سکتی ہیں۔

فقط

فرزندان و دختر

حضرت فقیر سید امیر الدین عرف روح اللہ میاں صاحب مرحوم و مغفور

ملنے کے پتے

(۱) مکان حضرت مرحوم **16-3-547/1**، چنچل گوڑہ، حیدر آباد-**24**

(۲) دفتر "نور حیات" **16-4-335**، چنچل گوڑہ، حیدر آباد-**24**

(۳) دفتر "ید اللہی ٹرسٹ" ،**16-3-805**، روبرو ذائقہ ہوٹل، چنچل گوڑہ، حیدر آباد-**24**

مہدوی کی نماز

نماز اسلام کا سب سے اہم فرض ہے۔ خدا تعالی نے کلام پاک میں جا بجا اس کی ادائی کا حکم دیا ہے۔ اور حضرت نبی کریم ﷺ نے اس کو دین کا ستون ٹھیرایا ہے۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ جس نے اس کو منہدم کیا اس نے اپنا دین آپ غارت کرلیا۔ من ترك الصلاة متعمدا فقد كفر سے واضح ہیکہ ترک نماز کا فعل ایمان سے باہر کر دیتا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس کو "ایمان کی روح" فرمایا ہے (بیہقی) اور بھی بہت سی حدیثیں نماز کی فضیلت کے متعلق حضرت سرور کائنات ﷺ سے مروی ہیں جیسے کہ آپ نے فرمایا "نماز جنت کی کنجی ہے" (مشکواۃ) اور فرمایا "نماز ہر عمل سے بہتر ہے" (بخاری) نیز فرمایا "نماز تمام نیکیوں کی کنجی ہے" (ابو داؤد)۔ ایک مسلمان کے لئے کسی وقت بھی کسی حال میں اسکو ترک کرنا جائز ہی نہیں ہے دیگر فرائض کے جیسا ترک نماز کے لئے کوئی عذر مقبول نہیں ہوتا۔ سوائے جنون اور بیہوشی کے۔ عذر کے رفع ہونے پر اسکی قضا لازم ہو جاتی ہے

عقلمند وہی ہے جو اس اہم فرض کی ادائی میں ہمیشہ مستعد رہے۔ اور اسکو تمام ارکان وشرائط کے ساتھ پوری پوری توجہ سے ادا کرے تا کہ بارگاہ الہی میں اِسکی مقبولیت کی امید کی جاسکے

پس یہ فرض جتنا اہم ہے اتنا ہی نازک بھی ہے۔ ذرا سی غفلت اور بے توجہی بھی نماز میں فساد پیدا کر کے اس کو ناقابل قبول بنا دیتی ہے۔ اسلئے اس میں باریک بینی نہایت ضروری ہے تا کہ نماز قبولیت کا درجہ حاصل کر سکے۔ اس لئے ایک مومن ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتا ہے وہ اپنی نماز ایک ایسی شخصیت کے پیچھے ادا کرے جس کے مقبول بارگاہ الہی ہونے کا اس کو یقین حاصل ہے گروہ مقدسہ میں پہلے لوگ اپنے اپنے مرشدین کی اقتداء میں نماز کی ادائی کے سختی سے پابند ہوتے تھے کیونکہ مرشد کا جو مقام ہے اسکو ایک عارف باللہ ہی اچھی طرح جان سکتا ہے۔ لیکن امتداد زمانہ نے کچھ ایسی کایا پلٹی کہ لوگوں کی نظر میں نماز کی کوئی اہمیت ہی باقی نہیں رہی۔ لوگ صرف نماز پڑھنا جانتے ہیں۔ لیکن اس میں حزم واحتیاط سے کام نہیں لیتے۔

وہ کام جس میں نہ ہو احتیاط خوب نہیں
وہ بات جس میں نہ ہو فکر وہ مرغوب نہیں

عقائد سے ناواقفیت کے باعث بعض مہدوی منکر مہدی کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہر اُس مہدوی کا جس کو حضرت سید محمد جونپوری علیہ السلام کی امامت اور مہدیت پر یقین کامل ہے یہ فرض ہے کہ وہ فرمودات مہدیؑ پر عمل پیرا رہے۔ کیونکہ آپ کا فرمان ہے کہ "ہر حکم جو میں بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں۔ جو شخص ان احکام سے ایک حروف کا بھی منکر ہو گا خُدا کے پاس ماخوذ ہو گا" (انصاف نامہ)

نماز کے تعلق سے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے متبعین سے صاف طور پر فرمایا ہے کہ "منکران مہدی کے پیچھے نماز مت پڑھو اگر پڑھ لی ہے تو پھر لوٹا کر پڑھو" (عقیدہ شریفہ) جب حضرت مہدیؑ کا قیام ٹھٹھ (سندہ) میں تھا بعض اصحاب کسی ضرورت سے شہر میں گئے۔ اور انہوں نے نماز فرض مخالف مہدیؑ کے پیچھے پڑھ لی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اِن کی نماز کو لوٹا کر پڑھنے کا حکم دیا ہے (انصاف نامہ) اصحاب حضرت مہدی علیہ السلام کا بھی اِس امر پر اتفاق ہے کہ منکران مہدیؑ کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے (انصاف نامہ) موضع بھدرے والی میں بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ، بندگی میاں شاہ نعمتؓ بندگی میاں شاہ نظامؓ، بندگی میاں ملکجیؓ، بندگی میاں ابو بکرؓ، بندگی میاں سید سلام اللہ اور دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ "جو شخص منکر مہدی کے پیچھے نماز پڑھے ہم اس کو خارجی کہیں گے"۔ ایک دفعہ شہر نہروالہ میں مغرب کے وقت شیخ احمد مُعلّم امامت کے لئے آگے بڑھا تو بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کر دیا اور فرمایا" تم منکر مہدی ہو تمہاری اقتداء میں نماز جائز نہیں ہے" اسی طرح ایک بار میراں سید محمودؓ کی مجلس میں ایک مُعلّم نے امامت کی خواہش کی۔ اہل دائرہ میں کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کر دیا اور کہا "تم منکر مہدی ہو تمہاری اقتداء میں نماز جائز نہیں ہے (نقلیات میاں عبد الرشیدؓ)

منکر مہدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی جو خاص وجہ سمجھ میں آتی ہے وہ یہی ہے کہ وہ کافر ہے۔ حدیث صحیح ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من انکر المهدی فقد کفر (ہدایت الکلام)۔ قرآن مجید میں بھی آیت "افمَن کان" کے تحت جو حضرت مہدی علیہ السلام کی شان

میں ہے منکر مہدی کے لئے دوزخ کا وعدہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ و من یکفر به من الاحزاب فالنار موعوده سے ظاہر ہے یعنی جو دیگر فرقوں سے اس مہدی کا انکار کرے گا اس کے لئے آگ دوزخ کا وعدہ ہے۔ نیز منکر مہدی کے کافر ہونے کے بارے میں حضرت مہدی علیہ السلام کی بہت سی نقول ہیں آپ نے اپنی ذات کے انکار کو صاف الفاظ میں کفر کہا ہے اور کبھی یہ فرمایا کہ "میرا انکار خدا کا اور قرآن کا اور رسول خدا کا انکار ہے" اور کبھی فرمایا کہ "میرا انکار تمام پیغمبروں کا اور اِن کی کتابوں کا انکار ہے"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ آپ نے جو کچھ کہا یا کیا وہ خدا کے حکم اور قرآن و سنت نبی ﷺ کی روشنی میں کہا یا کیا ہے۔ اور آپ کی تعلیم تمام پیغمبروں اور ان کی کتابوں کا خلاصہ ہے۔ پس آپ کا انکار یقیناً کفر قطعی ہے۔ کیونکہ اس سے ان سب باتوں کا انکار لازم آرہا ہے ایک مہدوی کو اگر وہ فی الواقعی مہدوی ہے یہ فیصلہ خود کر لینا چاہیئے کہ آیا منکر مہدی کافر ہے یا نہیں اور جب اس کا یہ حال ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیا معنی؟

ائمہ کے نزدیک صحت نماز صحت اقتداء کے لئے امام میں اعتقاد کی پاکی بھی ضروری ہے جس کے نہ ہونے سے نماز کے درست ہونے پر اثر پڑتا ہے۔ باطنی پاکی یا فساد اعتقاد کے متعلق ایک ضابطہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ جس شخص میں جو نقص اعتقاد پایا جائے اگر وہ ایسا ہے کہ اس سے وہ شخص کافر نہیں ہوتا تو اس شخص کی اقتداء مع الکراہت جائز ہے اگر وہ فسادِ اعتقاد ایسا ہے کہ اس سے کفر لازم آجاتا ہے تو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز جائز نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اس سے وہ شخص اگر کافر نہیں ہو جاتا تو اس کے پیچھے نماز مع الکراہت جائز ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو جائز نہیں ہے۔

اسلامی فرقوں سے کوئی فرقہ بھی کافر کے پیچھے نماز کے جائز ہونے کا قائل نہیں۔ چنانچہ کفایہ شرح ہدایہ (فقہ حنفی) میں لکھا ہے "جہمی اور قدری جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قایل ہے اور وہ غالی رافضی جو ابو بکر صدیق کی خلافت کا منکر ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں (کشف الغطاء) اسی طرح المنتہی شرح وفایق (فقہ حنبلی) میں صراحت ہے کہ "کافر کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوتی۔ اگرچہ اسکے کفر پر لاعلمی ہو کیونکہ کافر کی نماز اپنی ذات کیلئے تو صحیح ہے لیکن غیر کیلئے صحیح نہیں۔ خواہ وہ اصلی کافر ہو یا کسی بدعت وغیرہ کی وجہ سے مرتد ہو" (ایضا) اسی کتاب میں ہے "فاسق کی امامت مطلق صحیح نہیں ہے خواہ اس کا فسق اعتقاد کے لحاظ سے ہو یا محرماتہ کے

ارتکاب کی وجہ سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستون.** جو مومن ہے کیا وہ فاسق کے جیسا ہوگا۔ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے "(ایضاً) اور **بلغتہ السالک** (فقہ مالکی) میں لکھا ہے۔ امام کیلئے اسلام شرط ہے پس کافر کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ اقتداء کے وقت اس کا کفر معلوم نہ ہو" (ایضاً) اور نہایت المحتاج (فقہ شافعی) میں وضاحت ہے کہ اس شخص کی اقتداء صحیح نہیں جس کی نماز باطل ہونا معلوم ہو جیسے اس کے کافر یا حدیث (بے وضو) ہونے کا علم ہو یا باطل ہونے کا ظن غالب ہو" ۔ (ایضاً) اسی طرح کتاب الفقہ علی مذاہب الائمۃ الاربعہ میں صراحت ہے کہ جماعت صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں جن میں سے اسلام بھی ہے۔ پس کافر کی امامت درست نہیں ہے" ۔ (ایضاً)۔

ہدیۃ المهدی (اہلحدیث) میں لکھا ہوا ہے "بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت کراہت پر محمول ہے۔ بشرطیکہ اس کی بدعت کفر تک نہ پہونچے۔ ورنہ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

شیعہ بھی اس امر کے قائل ہیں کہ "اہل حق (شیعہ) کے مخالف اور مجہول اور فاسق اور غیر مختون (جس کی ختنہ نہ ہوئے ہوں) اور ولد الزنا اور نابالغ اور مجنون شخص کی اقتداء جائز نہیں ہے۔ (کشف الغطاء بحوالہ ہدیۃ الہدایہ فقہ شیعہ) اور وسائل الشیعہ میں لکھا ہے "محمد بن علی بن جلبی نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے "اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھو جو تم کو کافر کہے اور نہ اس کے پیچھے پڑھو جس کو تم کافر جانتے ہو" (کشف الغطاء) اور مفتاح الشفاعت (فقہ شیعہ) میں درج ہے کہ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ "نہ پڑھو نماز پیچھے غالی کے۔ ہر چند مثل تیرے قول کے کہتا ہو اور پیچھے مجہول کے اور جس کا فسق ظاہر ہو اور ہر چند میانہ رو ہو" اور فرمایا نہیں حضرت نے نہ "نہ پڑھ نماز پیچھے اس شخص کے جو شہادت دے تجھ پر کفر کی اور نہ پیچھے اس کے جس کے کفر کی تو شہادت دے" (ایضاً)

اِن احکام سے ثابت ہو رہا ہے کہ قریباً تمام اہل مذاہب کے نزدیک کسی ایسے شخص کے اقتداء میں نماز جائز نہیں ہے جس پر موجبات کفر پائے جانے سے کفر کا اطلاق ہوتا ہو۔ اور فقہ حنبلی و فقہ شافعی میں تو فاسق کی اقتداء بھی ناجائز ہے حالانکہ فسق تو کفر کے برابر کا مذہبی جرم نہیں ہے۔ صحبت کے اس لزوم کی وجہ جو حضرت مہدی علیہ السلام نے ہم پر عائد کیا ہے کوئی

مہدوی ایسا نہ ہوگا۔ جس نے کسی مرشد سے بیعت نہ کی ہو۔ جب ایسا ہو تو ہر اس مہدوی کو جو کسی نہ کسی مرشد سے وابستہ ہے یہ غور کرنا چاہیئے کہ اس نے بوقت بیعت مرشد کے آگے کس بات کا اقرار کیا ہے۔ کیا اس سے یہ اقرار نہیں لیا گیا کہ "مہدی موعود آئے اور گئے مانا سو مومن نہیں مانا سو کافر" ایک نا قابل اعتبار شخص اور بزدل آدمی کے سوا جس کی زمانے میں کوئی وقعت ہی نہیں کوئی شخص بھی اپنے اقرار سے پلٹنے اور اپنی زبان کے خلاف عمل کرنے کو گوارہ نہیں کرے گا۔ بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ بیعت ایک حلفیہ معاہدہ کی حیثیت رکھتی ہے لوگ تو بیعت کر کے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں لیکن افسوس اس شخص پر ہے جو بیعت میں ایک بات کا اقرار کرتا ہے اور پھر خود ہی اس کے خلاف عمل پیرا بھی ہو جاتا ہے، ایسے آدمی کی بیعت یا قول و فعل کا کیا اعتبار؟ جب ایسے شخص کا دنیا ہی میں یہ حال ہے تو خوف ہے کہ کہیں آخرت میں بھی اس کی مٹی پلید نہ ہو جائے۔

قرآن مجید میں حضرت مہدی علیہ السلام کی نسبت جو پیشین گوئی درج ہے اس کے الفاظ یہ ہیں" و من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم . یہاں جس قوم کا ذکر ہے وہ قوم مہدی علیہ السلام کی ہے اور اس کا ظہور اس وقت ہو رہا ہے جب کہ لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں گے یعنی دنیا میں ایمان ہی باقی نہیں رہے گا۔ بعثت مہدی کے بعد از سر نو ایمان ان کو عطا ہوگا جو مہدی کے دعویٰ کو قبول کر لیں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "خدائے تعالیٰ نے اِس بندہ کو مہدی کر کے اس وقت بھیجا جب ساری دنیا سے دین اُٹھ گیا تھا۔ البتہ مجذوبوں میں باقی تھا۔ (انصاف نامہ) حضرت مہدیؑ کی بعثت کے وقت اہلِ اسلام کی حالت خود ایسی تھی کہ ان کے تمام امور مثلاً امامت قضات حفظ قرآن حصول علم جہاد وغیرہ جملہ دینی امور برائے دنیا رہ گئے تھے۔ اس حیثیت سے وہ معنوی طور پر دین سے پلٹے ہوئے تھے اور آج تک مخالفان مہدی کی یہی حالت ہے۔ خود حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "خدائے تعالیٰ نے بندہ کو اس وقت بھیجا کہ تمام دنیا میں دین کے کام دنیا کے لئے ہو رہے تھے۔ نماز، روزہ، حج، قرآن اور مشائخی سب نام نصیب دنیا کے لئے ہو گئے تھے۔ خدا کے واسطے کوئی شخص عمل نہ کرتا تھا، بندہ کو خدائے تعالیٰ نے اس لئے بھیجا کہ لوگوں کو خدا کا راستہ دکھائے" (نقلیات میاں سید عالم") ایسی صورت میں کسی مخالف کے پیچھے نماز پڑھنا ایک دیندار کا بے دین کی اقتداء کرنا ہے

حضرت رسول اللہ ﷺ کی چند حدیثیں ایسی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض ایسے بھی لوگ ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی جیسے کہ آپ نے فرمایا "بدعتی مرد و عورت کی نماز قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا ہے"۔ (ابن ماجہ) نیز فرمایا "گناہوں اور بے ہودہ عادتوں کو نہ چھوڑنے والوں کی نماز نہیں ہوتی" (تفسیر ابن کثیر) نیز ارشاد ہوا "شرابی کی نماز بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوتی" (نسائی) پس جب ایک بدعتی اور غلط کار کی نماز قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی تو پھر ایک غیر مومن اور معنوی حیثیت سے بے دین کی نماز کو نماز سمجھنا اور اس کی اقتداء کرنا سخت ترین غلطی ہے جب کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے خصوصیت سے "من اتبعنی فھو مومن" فرمایا ہے یعنی "جس نے میری اتباع کی وہی مومن ہے" (نہ کہ غیر)

نماز کے لئے جو ضروری شرائط ہیں اِن میں ایک شرط طہارت ہے۔ حضرات امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے طہارت کے چار درجے بیان کئے ہیں۔ پہلا درجہ باطن دل کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا، دوسرا درجہ حد تکبریا حرص عداوت، رعونت وغیرہ اخلاق ناپسندیدہ سے دل کو پاک کرنا، تیسرا درجہ غیبت جھوٹ حرام کھانا، خیانت کرنا، نامحرم عورت کو دیکھنا اور جو گناہ ہیں ان سے جوارح یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہری اعضاء کو پاک رکھنا، چوتھا درجہ کپڑے اور بدن کو نجاست سے پاک رکھنا (کیمیائے سعادت)

حضرت امام موصوفؒ نے گناہ ظاہری و باطنی کو بھی گندگی میں گنا ہے اور ظاہر ہے کہ کفر گناہ سے بھی بڑھ کر نجس ہے۔ جو شخص ایسی نجاست میں مبتلا ہو گا کیا اس کے تعلق سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اس کی نماز بارگاہ خداوندی میں مقبول ہو گی۔ عارفان الٰہی کے پاس نجاست ظاہری سے زیادہ اہم نجاست باطنی ہے اور وہ اس نجاست سے دل کو پاک رکھنے کے لئے زیادہ کوشش کرتے ہیں ایک شخص حضرت بایزید کی مجلس میں داخل ہوا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا حضرت بایزیدؒ نے اس سے پوچھا کہ اے شخص تو کیا دیکھ رہا ہے اس نے کہا نماز کے لئے پاکیزہ جگہ کی تلاش میں ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنے دل کو پاک کر اور جہاں چاہے نماز پڑھ لے"۔ اس سے ظاہر ہے کہ ماسویٰ اللہ سے دل کو پاک رکھنا بارگاہ خداوندی میں حضوری کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ترک ماسوی اللہ کو اپنی گروہ پر فرض قرار دیا ہے کیونکہ اس کے سوا تقویٰ کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ بر خلاف اس کے جن لوگوں کو آپ کی مہدیت سے انکار ہے اِن کے پاس

ماسوی اللہ کو چھوڑنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ پھر ایک ایسا شخص جو تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو ماسوی اللہ کی الفت اور محبت میں گرفتار شخص کی اقتداء میں کیسے نماز ادا کر سکتا ہے۔

دنیا اور اس کی طلب و محبت بھی ماسوی اللہ میں داخل ہے ہر مہدوی ترک دنیا کو فرض جانتا ہے اور خدا کی طلب کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے۔ جو شخص دنیا کا طالب ہوگا وہ خدا کا طالب نہ ہوگا۔ لا الہ الا اللہ کے اقرار کے بعد سوائے خدا کے ہر چیز کی طلب و محبت مومن پر حرام ہے بلکہ ایسے طالب و محبّ کے ایمان ہی میں کلام ہے کیونکہ غیر اللہ کی جانب میل رکھنا شرک معنوی ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ ویل للمشرکین الذین لا یوءتون الزکواۃ ۔ اُن مشرکین پر ویل ہے جو زکواۃ ادا نہیں کرتے اس آیت سے زکواۃ کی ادائی سے قاصر رہنے والے مشرک قرار پاتے ہیں۔ اس لئے کہ انکا زکواۃ نہ دینا پیسے کی محبت کی وجہ سے ہے اور یہ شرک ہے اور طالب دنیا کو حضرت مہدیؑ نے صاف الفاظ میں کافر فرمایا ہے اور ان پر یہ آیت پڑھی ہے من کان یرید الحیواۃ الدنیا و زینتھا نوف الیھم اعلھم فیھا و ھم فیھا لا یبخسون ۔ اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الالنار (ہود رکوع ۲) جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کے طالب ہوں ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں"۔

مخالفین مہدی علیہ السلام کے پاس نہ تو دنیا کی محبت سے دل کو پاک رکھنا ضروری ہے اور نہ ترک دنیا کی اِن کے پاس کوئی اہمیت ہے بلکہ دنیا تو ان کی محبوب ہے ۔ یہ بات خود فرمان مہدی سے ظاہر ہے کہ اِن لوگوں نے انکار مہدی ہی اس لئے کیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام دنیا کی مذمت بیان کرتے تھے اور اس کو ترک کر دینے کا حکم دیتے تھے۔ (انصاف نامہ) پس دنیا کی محبت میں گرفتار شخص کے پیچھے ایک طالب حق کی نماز ادا ہی کیسے ہو سکتی ہے جبکہ دونو میں بلحاظ عقیدہ و عمل زمین و آسمان کا فرق ہے۔

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِن صلواتی و نسکی و محیانی و مماتی للہ رب العالیمن و بذالک اموت و انا اول المسلمین ۔ میری نماز میری قربانیاں میری حیات اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں اس حکم کی رو سے خدائے تعالیٰ کی عبادت محض خدا ہی کے لئے ہونی چاہئے اور کسی

سے کسی اجر یا ثواب کی توقع رکھنا ہی غلط ہے۔

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے　　اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

اس معاملہ میں مہدویوں کا جو نقطۂ نظر ہے وہ ظاہر ہے وہ تو صرف خدا سے خدا ہی کو چاہتے ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے۔

" ہشت جنت گرد ہندت سربسر　　تو مشوراضی از انہا در گزر

عالی ہمت باش و دل باحق بابند　　تو ہمائے قاف قربیٰ رد بلند"

لیکن ایک مخالف مہدوی سے ایسی توقع ہی فضول ہے کیونکہ اس کی عبادت و ریاضت محض حصول دنیا کے لئے ہے۔ چنانچہ اِن کی مساجد میں جتنے پیش امام نماز پڑھانے کے لئے ہوتے ہیں وہ سب اجرت اور تنخواہ پر نماز پڑھاتے ہیں۔ ان کے حفاظ تراویح کے لئے بڑی بڑی رقمیں مقرر کر کے آتے ہیں۔ اگر ان کی اجرت یا تنخواہ روک دی جائے یہ معاً نماز پڑھنا چھوڑ دیں ایسی صورت میں ان کی نماز خدا کے لئے کیسے ہو سکتی ہے۔ اور جب یہ عبادت خدا کے بجائے غیر خدا کے لئے ہے تو ایسی بت پرستی کو ایک مہدوی کیسے گوارا کرے گا اور ان کے پیچھے نماز کیسے پڑھے گا۔

دنیا کے لئے ہے تیری جو کچھ ہے عبادت　　رکھتا ہے توقع تو بتا کس سے اجر کی

افسوس یقین تجھ کو خدا پر ہی نہیں ہے　　امید ہو کیا تیری دعاؤں میں اثر کی

کفایہ شرح ہدایہ میں جو فقہ حنفی کی کتاب ہے لکھا ہے "جو اجرت لے کر نماز پڑھائے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے" یہ ابن تمیم نے کہا ہے۔ اگر بغیر شرط کے دیا جائے تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " لا صلوٰۃ الا بحضور القلب . یعنی نماز بغیر حضور قلب کے نہیں ہوتی"۔ تمام اولیاء اللہ اور صوفیاء کرام کے پاس حضور قلب نماز کی ایک ضروری شرط ہے اور بغیر ترک دنیا کے حضور قلب کا امکان نہیں چنانچہ حضرت امام غزالیؒ لکھتے ہیں "جو شخص حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھنا چاہے تو چاہیئے کہ نماز کے پہلے سے دل کا علاج کرے اور دل کو خالی کرے اور یہ امر اس طرح ہوتا ہے کہ دنیا کے شغل کو اپنے دل سے دور کرے (کیمیائے سعادت) عارفان الٰہی اور صاحبان کشف نے ہمیشہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کیا ہے جن کو حضورِ قلب حاصل نہ ہو۔ نقل ہے بندگی میاں سید عبداللطیفؒ نے ایک دفعہ

نماز مغرب کی جماعت میں شریک ہو کر ایک دو رکعت کے بعد نیت توڑ کر علحدہ نماز ادا کرلی۔ دریافت پر فرمایا امام حاضر نہیں تھا۔ تیلی کے گھر چراغ کا تیل لانے گیا تھا۔ امام نے بھی اس کا اقرار کیا اور کہا صحیح فرماتے ہیں کہ میرے دل کا خطرہ اسی جگہ سے متعلق تھا۔ شعر

تیرا امام بے حضور تیری نماز بے سرور ایسی نماز سے گذر ایسے امام سے گذر

اب جو شخص نہ تو ترک دنیا کو فرض جانے اور نہ دنیا کی محبت کو بُرا خیال کرے بلکہ اس کی عبادت کا دارومدار ہی حصول مال وزر پر ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اپنی نماز آپ تباہ کرلینا ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے طلب دیدارِ خدا کو فرض کردیا ہے اور فرمایا "جو شخص چشم سر یا چشم دل یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے وہ مومن نہیں۔ مگر طالب صادق" (عقیدہ شریفہ) اس فرمان کی رو سے مومن وہی ہے جو خدا کو دیکھے یہ بات نہیں تو پھر طالب صادق بھی حکماً اہل ایمان میں داخل ہے۔ پھر جو لوگ طلب دیدار سے عملاً بے پرواہ ہیں ان کی نماز اور ان کی عبادت کا مقصد وہ نہیں ہو سکتا جو ایک مہدوی کا ہے۔ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی عبادت کی غایت دیدارِ خداوندی بتلائی ہے۔ جب کہ فرمایا ان نعبد و الله کا نك تراه، اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔ الصلواہ معراج المومنین فرماکر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات واضح کردی ہے کہ جس کی رسائی عرش تک نہ ہو اس کی نماز، نماز نہیں باالفاظ دیگر جس کو یہ بات حاصل نہ ہو وہ مومن ہی نہیں پس جن کی زندگی کے مسائل میں طلب دیدارِ خدا نام کی کوئی چیز ہی نہ ہو وہ کب اس بات کے مستحق ہیں کہ ایک طالبِ خدا ان کی اقتداء کرے۔

سرور عالمؐ نے فرمایا کہ معراج ہے نماز پس نمازی ہے وہی حاصل جسے دیدار ہے
گردپا کو اس کے پاسکتا بھی ہے اک پست حال بارگاہِ حق میں جس مومن نے پایا بار ہے

شریعت کا ایک مشہور مسئلہ ہے کہ اندھے کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ منکر مہدی بھی اس حیثیت سے کہ وہ دیدار خداوندی کا نہ قائل ہے اور نہ اس کے شرائط پر عامل، اندھا ہی ہے اس کے لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی ہے۔ من کان فی هذہ اعمٰی فهو فی الاخرة اعمٰی واضل سبیلاً جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راستہ بھٹکا ہوا ہے۔ یہاں غور کی بات یہ ہے کہ جو لوگ دیدارِ حق سے مستفید نہیں ہیں وہ فرمان حق سے گمراہ ٹھہرتے ہیں۔

مقصود ہے آنکھوں سے تیرے رخ کا نظارہ
جب تو ہی نہ ہو پاس تو کس کام کی آنکھیں

نیز خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل هذا سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرةِ انا و من اتبعنی۔ کہدے یہ میرا راستہ ہے میں خدائے تعالیٰ کی طرف اس کی بصیرت پر بلارہا ہوں۔ میں اور میرا تابع "یہاں تابع سے مراد مہدی علیہ السلام ہیں آپ نے اپنی قوم کو ایک ایسی بصیرت عطا کی ہے جس کی وجہ اس کی چشم باطن کھل گئی اور اس نے دیدارِ حق کو پالیا۔ ایسی صورت میں ایک ہدایت یافتہ مہدوی اور صاحب بصیرت کا ایک گمراہ اور بے بصر کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا تعجب خیز امر ہو گا جو دانشمندی اور سلامت روی کے خلاف ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت کا منشا خدا کے دیدار کی طرف بلانا اور لوگوں کو اس اعلیٰ مقام تک پہونچانا تھا جو انسانیت کی سب سے اعلیٰ منزل ہے آپ نے تخلیق انسانی کی غرض و غایت ہی دیدارِ خداوندی کو قرار دیا ہے اور فرمایا۔

مارا برائے دیدن یار آفریده اند
ورنه وجود مابچه کار آفریده اند

یہ آپ کی تعلیم کا اثر تھا کہ انسانی آنکھ خدائے تعالیٰ کو بے حجاب دیکھنے لگی اور لوگ ناسوت سے گزر کر ملکوت جبروت اور لاہوت تک پہونچنے لگے۔ خود قرآن نے بھی یہ پیشن گوئی کر دی تھی کہ مہدی علیہ السلام کے زمانے میں بہت سے لوگ خدا کو دیکھیں گے۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے " ثم ان علینا بیانه کلا بل تحبون العاجلته و تذرون الآخرة وجوه ، یومئذ ناضرة" الیٰ ربھانا ظرة ووجوه" یومئذٍ باسرة " لظن ان یفعل بها فاخرة " پھر اس قرآن کا بیان (مہدی کی زبان سے کرا دینا) ہمارے ذمہ ہے لیکن (جب زبان مہدی سے یہ بیان ہو گا تم اس کا ضرور انکار کرو گے کیوں کہ) تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت (کے عذاب سے بے خوف ہو کر اس کو) چھوڑ بیٹھے ہو (حالانکہ مہدی کا وہ زمانہ ایسا ہو گا کہ) اس روز بہت سے چہرے (جنھوں نے مہدی کی تصدیق کی ہو گی) بارونق ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے اور (اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے) اور بہت سے چہرے (جنہوں نے مہدی کا انکار کیا ہو گا) اس روز بدرونق ہوں گے اور خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑنے والا معاملہ کیا جائے گا

(کہ جو لوگ مہدی کی تصدیق سے مشرف ہوں گے اور انہیں چھوڑ بیٹھیں گے اور ان کی دنیا میں گھاٹا پڑ جائے گا۔)

پس دیدارِ حق سے مبشر و مستفیض قوم کا محرومان بارگاہ کی اقتداء قبول کرنا اپنے مرتبے سے آپ نیچے گرنا اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جانا ہے۔

دُنیا کی محبت نے روکا ہے یہاں تجھ کو ۔۔۔ دیدار کی منزل تو آگے ہی نظر کے تھی
افسوس ہے اس پر جو محفل سے اٹھے پیاسا ۔۔۔ ساقی کی نظر اُوپر ہر تشنہ جگر کے تھی

یہ چند در چند وجوہات ایسی ہیں جو کسی مہدوی کو مخالف کے پیچھے نماز پڑھنے کی صاف نفی کرتی ہیں۔ لیکن جدید تعلیم کے اثرات نے نوجوانوں کے دل ودماغ ماؤف کر دئے ہیں۔ اور زیادہ تر اغیار کی صحبت کی وجہ وہ اس معاملے میں احتیاط کو ضروری خیال نہیں کرتے ۔ بعض تو وہ ہیں جو صاف کہتے ہیں کہ جب مخالفین کی اور ہماری نماز میں بلحاظ ارکان و شرائط کوئی فرق نہیں ہے تو پھر ان کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کیا حرج ہے لیکن ظاہری ارکان کی موافقت سے کسی کے پیچھے نماز پڑھ لینا لازم نہیں آتا۔ بلکہ اگر امام کا اعتقاد غلط ہو تو اس کے پیچھے نماز حرام ہے ہم کو فقہ کی کتابوں میں ایسی بہت سی مثالیں دستیاب ہو سکتی ہیں مثلاً وضو کے فرائض میں ایک فرض سر کا مسح بھی ہے بعض نے اس سے پورے سر کا مسح مراد لیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اگر پاؤسر کا مسح کر لیا جائے تو یہ فرضیت ادا ہو جائیگی لیکن جو لوگ پورے سر کے مسح کو فرض سمجھتے ہیں وہ پاؤسر کا مسح فرض جاننے والوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے اس لئے کہ اس صورت میں ان کا وضو ہی ان کے پاس صحیح نہیں ہے جب وضو جو شرط نماز ہے صحیح نہیں تو پھر نماز کہاں درست ہوئی۔ لیکن پاؤسر کا مسح فرض جاننے والوں کی نماز پورے سر کا مسح فرض جاننے والوں کے پیچھے ہو جائے گی۔ اس لئے کہ ان کے اعتقاد کے لحاظ سے اِن کا وضو صحیح ہے اور نماز درست، ایسے اور بھی کئی مسائل ہیں جیسا کہ کشف الغطاء میں صراحت کی گئی ہے "کوئی باوضو شخص فصد لے یا پچھنے لگوائے اور اس کے جسم سے خون خارج ہو تو امام اعظمؒ کے مذہب کی رُو سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور امام شافعیؒ کے نزدیک فصد لینے یا پچھنے لگوانے سے جو خون یا ریم وغیرہ خارج ہو گی اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ چنانچہ باجوری فقہ شافعی میں لکھا ہے کہ پیشاب کے مقام کے سوا (شرم گاہوں کے سوا) دوسرے حصہ جسم سے نجاست خارج ہونے مثلاً فصد لینے یا پچھنے لگوانے کے بعد اپنے مذہب کے مطابق از سر نو وضو کئے بغیر نماز

پڑھانے کے لئے امام ہو جائے تو کوئی حنفی المذہب شخص اس امام کی اقتداء نہیں کر سکتا کیونکہ اس حنفی مقتدی کے مذہب کے اعتبار سے امام بے وضو ہے"۔ اور اسی کتاب میں شرح الافتاح (فقہ شافعی) کے حوالے سے تحریر ہے کہ "جس شخص کی نماز باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اس کی اقتداء درست نہیں جیسے کسی شافعی کا ایسے حنفی کی اقتداء کرنا جس نے اپنی شرمگاہ کو چھو لیا ہو" **غایتہ التحقیق** (فقہ حنفی) میں درج ہے ہر مخالف مذہب کے پیچھے نماز کی ادائی کا یہی حکم ہے"۔ اور مفتاح الشفاعتہ (فقہ شیعہ) میں رقم ہے کہ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے مسح موزہ پر نہ کر، اور نہ نماز پڑھ پیچھے اس کے جو مسح کرتا ہے۔

جب ایسی صورت میں ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی تو عقیدہ میں ایک اہم اختلاف کے سبب نماز کیسے ہو جائے گی۔ جبکہ یہاں کفر اور ایمان کی بحث آپڑی ہو اور مہدوی کے پاس کسی کی اتقاد پرہیز گاری اور دیگر دینی امور کی صحت کا انحصار صرف تصدیق امامنا پر ہے۔

عالم بھی ہیں قاری بھی ہیں، حافظ بھی ہیں پورے
سب کچھ ہے مگر شیخ میں ایماں نہیں ہے
ایمان تو اس بندۂ مولیٰ کے لئے ہے
جو طالب زر تابع شیطان نہیں ہے

بعض وہ ہیں جن کی نظر کثرت پر ہے وہ یہ کہتے ہیں کثیر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے اور مخالفین کی جماعتیں بڑی بڑی ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کوئی ضابطہ ہی شریعت کا نہیں ہے اور نہ ایمان لوگوں کی کثرت یا قلت پر متعین ہے یعنی یہ تو نہیں ہو سکتا کہ جو جماعت بری ہوگی مومن ہوگی اور جو چھوٹی ہوگی وہ کافر ہوگی جبکہ برخلاف اس کے اہل ایمان ہر زمانے میں تھوڑے ہی رہے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو بلحاظ آبادی دنیا میں مسلمانوں کو کافر اور غیر مسلموں کو مومن ماننا پڑے گا کیوں کہ کثرت انہی کی ہے۔ قرآن تو صاف صاف کہہ رہا ہے۔ **و لکنّ اکثر الناس لا یومنونَ** اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے **ولقد ذرأنا لجھنم کثیراً من الجن والانس** ۔ہم نے کثرت سے جنوں اور انسانوں کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے و نیز ارشاد ہے۔ **قلیلاً ماتو منون** ۔ بہت تھوڑے لوگ ایمان لاتے ہیں"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایماندار دنیا میں ہمیشہ کم ہی رہے اور کم ہی رہیں گے۔ لوگوں کی کثرت یا قلّت تعداد پر ایمان کی

شناخت غلط ہے بلکہ جن امور پر ایمان لانا ضروری ہے ان کو ماننے والا مومن اور ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ ایمان اور کفر کی جانچ کا یہی طریقہ ہے۔ انکار مہدی علیہ السلام بھی قرآن اور احادیث کی روسے کفر ہے۔ پس جماعت بڑی ہو کہ چھوٹی نماز کے وقت امام کے اعتقاد کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ اگر وہ غیر مومن ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز لازمی ہوگا۔ بلکہ جان بوجھ کر نماز پڑھنے والا گناہ گار ہوگا۔

بعض وہ لوگ جو حج کر کے آئے ہیں کعبتہ اللہ میں لاکھوں مسلمانوں کے اجتماع اور نماز میں ان کی ایک بڑی جماعت کو دیکھ کر خیال کرتے ہیں ایسے وقت ایسی صورت میں جبکہ ہم ایک مقدس مقام پر ہیں اور پھر اتنی بڑی جماعت بھی کہیں میسّر نہیں آسکتی۔ اپنی نماز آپ اس جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ پڑھ لینا مناسب نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اس بڑی جماعت کو نماز پڑھانے والا کون ہے؟ کیا اس کو کوئی تنخواہ مقرر ہے یا نہیں۔ اگر تنخواہ مقرر ہے تو وہ کس کی نماز پڑھ رہا ہے۔ کیا غیر اللہ کی نماز صرف کعبہ میں پڑھنے سے اللہ کی ہو جائے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ کیا کوئی غلط عقیدہ کا شخص کعبہ میں داخل ہوتے ہی صحیح العقیدہ ہو جائے گا۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر مسلمانوں میں تہتر فرقے ہیں اور فرقوں کا یہ وجود حسبِ پیشین گوئی نبی کریم علیہ ﷺ ظہور میں آیا ہے اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ان میں ۷۲ فرقے جہنمی ہیں اور صرف ایک فرقہ جنتی ہے۔ جہنمی کہنے کا مطلب ہی کافر کہنے کا ہے۔ اس لئے کہ جہنم میں بردے آیات قرآنی صرف کافر ہی داخل کئے جائیں گے۔ پوچھنا یہ ہے کہ جو فرقہ اپنے آپ کو جنتی سمجھتا ہے اس کے پاس اس عقیدہ سے ہٹے ہوئے دوسرے فرقوں کے لوگ اگر کعبتہ اللہ میں داخل ہو جائیں تو کیا وہ اس مقام کے تقدس کی وجہ بغیر اعتقاد بدلے کے مومن اور جنتی ہو جائیں گے۔ جب ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر مہدوی کب مجبور ہے کہ وہ دوسرے فرقے کے لوگوں کو کعبہ میں حاضر یا داخل ہونے کی وجہ خواہ مخواہ مومن سمجھ لے۔ کعبہ میں تو ایک زمانے میں بت بھی بٹھائے گئے تھے لیکن وہ کعبہ کے تقدس اور عظمت کے مدِ نظر قابل پرستش تو نہیں قرار پاگئے۔ بلکہ ان کو پوجنے والے گمراہ ہی رہے۔ یہی کعبہ ایک زمانے میں چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں مصر کے فاطمی خلفاء کے زیر تسلط تقریباً ۸۰ برس تک رہا کیا اس عرصہ میں فاطمی خلفاء مصر جو بلحاظ عقیدہ اسمٰعیلی شیعہ تھے اور ان کا مقرر کردہ پیش امام اہل سنت کی نظر میں اس قابل تھے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھ لی

جا سکے جب ایسا نہیں تو اب یہ جواز کیسے پیدا ہو گیا کہ کسی منکر مہدی کو وہاں کا پیش امام مقرر ہونے کی وجہ مرتبۂ ایمان پر بھی فائز سمجھ لیا جائے۔ کعبتہ اللہ تو وہ مقام ہے جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "یہاں کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتی ہے"۔

پس یہ کون سی دانش مندی کی بات ہے کہ اتنے زبردست ثواب کو ایک غلط عقیدہ کے حامل امام کے پیچھے نماز پڑھ کر ضائع کر دیا جائے۔

باطن سیاہ جس کا ہے وہ کچھ نہ پائے گا — چاہے وہ معتکف رہے بیت الحرام میں
بھولے سے بت کدہ میں بھی رکھدے اگر قدم — مومن نہ آئے گا کبھی شیطاں کے دام میں

خدائے تعالیٰ کی عبادت میں ایک مومن کو جتنی تندہی اور مستعدی کی ضرورت ہے، اتنی ہی اپنے دل کے احوال پر نظر رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ نفس اور شیطان دونوں انسان کے ساتھ ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اور ہر قدم پر ضلالت اور گمراہی کا اندیشہ لگا ہوا ہے، طرح طرح کے وسوسے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور قسم قسم کے خوش نما الفاظ کے ساتھ شیطان انسان کو راہِ ہدایت سے بھٹکانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ ایک مہدوی کا پہلا فریضہ یہی ہے کہ وہ اِن سب باتوں پر غور کرے اور کبھی کوئی ایسا کام نہ کرے جس میں گمراہی کا شائبہ ہو اور اس کے ایمان پر حرف آجائے۔

پڑا ہوا ہے ترے پیچھے رات دن شیطان — لگا ہوا ہے ترا نفس خود تری بیخ میں
اگر ہے مکر سے بچنے کا اِن کے دل میں خیال — نہ پاسکوں، بجز یاد حق، کسی شئے میں

مہدوی کو بجا طور پر اس بات پر فخر کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق نصیب کی ہے اور اس کے مرتبے کو بہت بلند کر دیا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سب کی انتہا ہماری ابتداء" آپ نے خدا کے حکم سے اپنی گروہ پر احکام ولایت فرض کر کے ہر فرد گروہ کو مقام ولایت عطا کیا ہے حضرت امام غزالیؒ نے خلق اللہ کے تین مرتبے مقرر کئے ہیں عام، خاص اور خاص الخاص" جب دوسروں کی انتہا ہی مہدوی کی ابتدا ٹھری تو اس کا شمار بھی خاص الخاص لوگوں میں ہوا۔ ایسی صورت میں ایک ایسے شخص کی اقتداء اس کے لئے کیسے قابلِ قبول ہو سکتی ہے جو دینی اور مذہبی حیثیت سے اس کے بہت پیچھے ہے۔

ابتدا جس کی یہاں دوسری کی انتہا — عرش اعلیٰ تک رسائی جس کی ہے ہر آن میں
دو جہاں پر وہ بھلا ڈالے گا کیا تیکھی نظر — فرق آنے دے گا کیسے اپنی آن و بان میں